سوال

(263)ترکہ کی تقسیم

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

لاہور سے عبدالمجید خاں دریافت کرتے ہیں کہ ایک شخص فوت ہوا اسکے دو نواسے اور ایک نواسی اور ایک ہمو بقید حیات ہیں۔ مرحوم کا ترکہ قرآن وحدیث کی روشنی میں کیسے تقسیم ہو گا؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

میت کے قرابت داروں کو تین درجوں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ سب سے پہلے ذوی الفروض کا درجہ ہے۔ ان سے مراد وہ رشتہ دار ہیں۔ جن کا حصہ مقرر ہے۔ ان کے بعد عصبات ہیں۔ ان سے مراد میت کے وہ اقارب ہیں۔ جو ذوی الفروض کے دینے کے بعد بقیہ ترکہ کے مستحق ہوتے ہیں۔ اور اگر مقررہ حصہ لینے والے نہ ہوں تو وہ کل ترکہ لینے کے حق دار ہوتے ہیں۔ ذوی الفروض اور عصبات کے بعد تیسرا درجہ ذوی الارحام کا ہے۔ ان سے مراد وہ تمام خونی رشتہ دار ہیں جو نہ ذوی الفروض ہوں نہ عصبات صورت مسئولہ میں دونوں نواسوں اور ایک نواسی کا تعلق اس آخری درجے ذوی الارحام سے ہے۔ ان کی توریت کے متعلق متقدمین علماء میں اختلاف ہے۔جمہور صحابہ رضوان اللہ عنھم اجمعین مثلا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت عبیدہ بن الجراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ذوی الارحام کی توریث کے قائل ہیں۔ احناف اور حنابلہ کا بھی یہی موقف ہے۔جبکہ بعض صحابہ کرام رضوان اللہ عنھم اجمعین ذوی الارحام کی میراث کے قائل نہیں ہیں۔ مالکیہ اور شوافع کا بھی یہی رجحان ہے۔ ان کے نزدیک اصحاب فرائض اور عصبات کے نہ ہونے کی صورت میں میت کا ترکہ بیت المال میں رکھا جائے۔ بشرط یہ کہ بیت المال منتظم ہو۔اگر بیت المال کا باضابطہ نظام نہ ہو تو ذوی الفروض یا عصبات کے نہ ہونے کی صورت میں ذوی الارحام حق دار ہوں گے۔ بہرحال انسب نقطہ نظر یہی ہے کہ ذوی الفروض اور عصبات کے بعد ذوی الارحام ترکہ کے حق دار ہیں۔ قرآن وحدیث میں اس موقف کی تائید میں متعدد اشارے ملتے ہیں۔ پھر ذوی الارحام کی توریث کے طریقہ میں بھی اختلاف ہے عام طور پر اس میں تین مذہب ہیں۔

1۔ مذہب اہل رحم

ان کے نزدیک ترکہ پانے کا سبب اہل رحم ہونا ہے۔ اور اس میں سب برابر ہیں۔ اس لئے جو زندہ موجود ہوں ان کے درمیان ترکہ برابر تقسیم کردیا جائے۔ خواہ مرد ہو یا عورت قریبی ہو یا دور کا رشتہ دار یہ مذہب متروکہ ہے۔ کیونکہ کتاب وسنت سے اس کی تائید نہیں ہوتی۔

2۔مذہب اہل قرابت

ان کے نزدی قرب اوربعد کا لحاظ رکھا جائے۔جو میت کے زیادہ قریب ہوگا۔وہ حقدار ہوگا۔جیسا کہ عصبات میں ہوتا ہے۔نیز مذکر مؤنث کے مقابلے میں دوگنا حصہ دیا جائے گا۔احناف اسی کے قائل ہی۔

3۔اہل تنزیل

ان کے نزدیک زوی الارحام خود وارث نہیں ہیں۔بلکہ اپنے اصل وارث کی وجہ سے انہیں حصہ ملتا ہے۔مثلاً نواسی کو بیٹی کے قائم مقام کر کے اس کا حصہ دیا جاتا ہے۔جمہور اسی کے قائل ہیں صورت مسئولہ میں نواسے اور نواسی بیٹی کی وجہ سے وارث ہیں۔تو گویا میت اور زوی الارحام کے درمیان عورت کا واسطہ ہو اور عورت کا واسطہ برابری کو چاہتا ہے۔جیسا کہ مادری بھائی بہنوں میں ہوتا ہے۔اس لئے ترکہ تین حصوں میں تقسیم کر کے دو حصے دونوں نواسوں کو ایک حصہ نواسی کو دیا جائے بھاوج کا اس میں کوئی حصہ نہیں وہ ترکہ سے محروم ہے (واللہ اعلم)

ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

فتاوی اصحاب الحدیث

جلد:1 صفحہ:292